بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا مسلمان ہونے پر گواہ بنانا ضروری ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا اسلام قبول کرنے کے لیے گواہ ہونا ضروری ہے گواہ کون ہونے چاہئیں؟

جواب

اصل ایمان سچے دل سے اسلام کو مان لینا ہے یعنی توحید، رسالت، آخرت وغیرہا دین کی ضروریات کو سچا مان لینا۔ اور جہاں تک لوگوں کے سامنے اقرار کرنے یا کسی کو اس پر گواہ بنانے کا معاملہ ہے، تو جمہور علمائے متکلمین کے نزدیک اقرار باللسان یعنی زبان کا اقرار اصلِ ایمان کے لیے شرط نہیں، یعنی لوگوں کے سامنے اس کا اقرار واظہار اور انہیں اس پر گواہ بنانا قبولِ اسلام اور اصلِ ایمان کے لیے شرط وضروری نہیں، البتہ اس پر دنیاوی احکام جاری کرنے کے لیے اقرار کرنا شرط ہے، تاکہ لوگ اسے مسلمان جان کر اس کے ساتھ اس کے مطابق شرعی احکام پر عمل کریں جیسے لوگ اس کو مسلمان سمجھتے ہوئے اس کے پیچھے نماز ادا کر سکیں، اور اگر وہ فوت ہو جائے، تو اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں اور اس کا کفن، دفن اسلامی طریقہ کار کے مطابق کر سکیں اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنا سکیں، وغیرہا۔

دنیا میں احکام جاری کرنے کے لیے کسی ایک مسلمان کے سامنے اعلان واظہار بھی کافی ہو گا، بلکہ دل سے اسلام قبول کر لینے کے بعد لوگوں کے سامنے شرعی احکام پر عمل کرنا ہی جیسے نماز پڑھنا اس اعلان واظہار کے قائم ہو جائے گا، جبکہ کوئی بھی خلافِ اسلام کام ظاہر نہ ہو، اسی بنا پر فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اکیلے میں کلمۂ شہادت پڑھ لیا اور کسی کے سامنے اس کا اقرار نہیں کیا، تو وہ خدا کے نزدیک مومن ہی ہے اور قیامت میں نجات پائے گا، لیکن چونکہ لوگوں کے سامنے اس نے اپنے ایمان کا اظہار نہیں کیا، تو انہیں اس کے قبولِ اسلام کا علم ہی نہیں، تو دنیاوی احکام میں اس کو کافر سمجھا جائے گا اور جنازہ وغیرہ ادا نہیں کیا جائے گا لیکن اگر اس سے اسلام کے اقرار کا مطالبہ کیا گیا اور اس نے انکار کر دیا تو اب وہ بالکل ہی مسلمان شمار نہیں ہو گا۔

یہ یاد رہے کہ شرعاً یہ عمل مستحسن اور بہت اچھا ہے کہ زبان سے اقرار کرنے کے بعد نیک لوگوں کو بھی اپنے ایمان کا گواہ بنا لے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت عیسی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے حواریوں کا عمل منقول ہے کہ انہوں نے ایمان قبول کرنے کے بعد حضرت عیسی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اپنے ایمان کا گواہ بنایا تھا، اسی وجہ سے علما فرماتے ہیں کہ نیک لوگوں کو اپنے ایمان کا گواہ بناتے رہنا چاہیے۔

خلاصہ کلام: اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لیے گواہوں کا ہونا قطعاً لازم و ضروری نہیں، بلکہ اگر کسی شخص نے اکیلے میں کلمۂ شہادت پڑھ لیا، تو اس کے مسلمان ہونے کے لیے اتنا کافی ہے اور اب وہ احکامِ شرعیہ پر عمل کر سکتا ہے، جبکہ ضروریاتِ دین کا انکار یا کوئی بھی خلافِ اسلام کام ظاہر نہ ہو۔

ایمان دل سے تصدیق کرنے کا نام ہے، چنانچہ ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بیضاوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 685ھ) لکھتے ہیں: "واما في الشرع فالتصديق بما علم بالضرورة انه من دين محمد صلى الله عليه وسلم كالتوحيد والنبوة والبعث و الجزاء" ترجمہ: اور بہر حال شرعی لحاظ سے ایمان سے مراد، ان باتوں کی تصدیق کرنا ہے جن کا دینِ محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ہونا ضروری طور پر معلوم ہو، جیسا کہ توحید، نبوت، قیامت میں اٹھنا، اور جزا (یعنی ثواب و عقاب)۔ (تفسیر البیضاوی، صفحہ 132، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایمان تصدیق قلبی کا نام اور اقرار اجرائے احکام کے لیے شرط ہے، چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال: 791ھ/1388ء) کی "شرح العقائد النسفیۃ" میں ہے: "(الايمان في الشرع: هو التصديق بما جاء به من عند الله تعالى) أي: تصديق النبي عليه السلام بالقلب في جميع ما علم بالضرورة (مجيئه به من عند الله تعالى إجمالاً) وأنه كاف في الخروج عن عهدة الايمان۔۔۔ (والاقرار به) أي: باللسان۔۔۔ وذهب جمهور المحققين إلى أنه التصديق بالقلب، وإنما الاقرار شرط لاجراء الأحكام في الدنيا)، لِمَا أنّ تصديق القلب أمر باطن لا بدّ له من علامة، فمن صدّق بقلبه ولم يقرّ بلسانه فهو مؤمن عند الله، وإن لم يكن مؤمناً في أحكام الدنيا" ترجمہ: شرع میں ایمان سے مراد اس کی تصدیق کرنا ہے جو رسول اللہ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اللہ کے پاس سے لائے یعنی نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ان تمام باتوں کی دل سے اجمالاً تصدیق کرنا جن کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنا ضروری طور پر معلوم ہو، اصلِ ایمان کے لیے یہی کافی ہے، جمہور محققین یہی فرماتے ہیں کہ ایمان تصدیق بالقلب ہی ہے اور زبان سے اس کا اقرار، تو یہ فقط دنیاوی احکام کے اجراء کے لیے شرط ہے، کیونکہ تصدیق باطنی معاملہ ہے، تو اس کی کوئی ظاہری نشانی بھی ہونی چاہیے۔ پس جو دل سے تصدیق کر لے، لیکن زبان سے اقرار نہ کرے، تو وہ اللہ کے ہاں مومن ہی ہے، اگرچہ دنیاوی احکام میں مومن نہیں۔ (شرح العقائد النسفیۃ، ملخصاً، صفحہ 276، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اقرار باللسان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام کمال الدین محمد بن ابی شریف رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 906ھ/1501ء) "الفرائد فی حل شرح العقائد" میں لکھتے ہیں: "قوله: (وإنما الاقرار شرط لاجراء الأحكام في الدنيا) أي كالصلاة عليه وخلفه، و الدفن في مقابر المسلمين والمطالبة بالزكاة، ونحو ذلك، قال في شرح المقاصد: ولا يخفى أن الاقرار لهذا الغرض لا بد أن يكون على وجه الإعلان والاظهار على الامام وغيره من أهل الاسلام بخلاف ما كان لاتمام الايمان، فإنه يكفي مجرد التكلم به، وإن لم يظهر على غيره" ترجمہ: اور اقرار صرف دنیا میں احکامِ اسلام، جیسے اس پر نماز جنازہ پڑھنا، یا اس کے پیچھے نماز ادا کرنا، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا، زکوۃ کا مطالبہ اور دیگر احکام جاری کرنے کے لیے شرط ہے، شرح مقاصد میں فرمایا: اور مخفی نہیں کہ اس غرض کے لیے اقرار اعلانیہ اور امام المسلمین یا کسی مسلمان کے سامنے ہونا ضروری ہے، بخلاف وہ جو اتمامِ ایمان لیے

ضروری ہے، تو اس کا فقط زبان سے ادا کر دینا ہی کافی ہے، اگرچہ کسی دوسرے کے سامنے اظہار نہ کرے۔ (الفرائد فی حل شرح العقائد، مبحث الایمان، صفحہ 418، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

اور علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) "منح الروض الازہر شرح فقہ الاکبر" میں "شرح المقاصد" کے حوالے سے یہی کلام نقل کرنے کے بعد مزید لکھتے ہیں: "والظاهر أن التزام الشرعيات يقوم مقام ذلك الاعلان كما لا يخفى على الأعيان" ترجمہ: اور ظاہر یہ ہے کہ **شرعی احکام کا التزام کرلینا اس اعلان کے قائم مقام ہو جائے گا، جیسا کہ اہل علم حضرات پر مخفی نہیں۔** (شرح فقہ الاکبر، صفحہ 156، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اجرائے احکام کے لیے کسی ایک شخص کے سامنے اقرار کرلینا کافی ہے، اس کی نظیر یہ مسئلہ شرعیہ بھی ہے کہ فقہائے کرام فرماتے ہیں: جب کسی شخص کا کافر ہونا معروف ہو، لیکن کوئی ایک مسلمان اس کے مسلمان ہو جانے کی خبر دے دے، تو اسے مسلمان ہی تصور کیا جائے گا، چنانچہ علامہ ابو المَعالی بخاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 616ھ/1219ء) لکھتے ہیں: "قال ابن سماعة عن محمد رحمه الله: في رجل مات وترك ابنين، أحدهما مسلم والآخر نصراني، فقال المسلم منهما: أسلم أبي قبل موته۔۔۔ يصلي على الميت بإخبار الابن المسلم أنه أسلم لأنه أخبر بخبر ديني وهو وجوب الصلاة عليه، وخبر المسلم الواحد في أمور الدين مقبول" ترجمہ: ابن سماعہ نے امام محمد علیہ الرحمۃ سے روایت کیا: ایک شخص دو بیٹے چھوڑ کر مرا ایک مسلمان اور دوسرا عیسائی۔ مسلمان نے کہا کہ میرے باپ نے مرنے سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا۔ مسلمان بیٹے کی خبر پر اس میت کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اس لیے کہ اس نے ایک دینی کام کی خبر دی اور وہ اس پر نماز کا واجب ہونا ہے اور اُمورِ دین میں ایک مسلمان کی خبر مقبول ہے۔ (المحیط البرہانی، کتاب الشہادات، جلد 8، صفحہ 412، دار الکتب العلمیۃ)

صدر الشریعہ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "ایک شخص مرا جس کا کافر ہونا معلوم تھا، مگر اب ایک مسلمان اس کے مسلمان ہونے کی شہادت دیتا ہے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اور مسلمان مرا اور ایک شخص اس کے مرتد ہونے کی شہادت دیتا ہے، تو محض اس کے کہنے سے اسے مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور جنازہ کی نماز ترک نہیں کی جائے گی۔" (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 658، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مطالبۂ اقرار پر انکار کیا، تو ایمان معتبر نہیں جیسا کہ اس کے متعلق اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "شرح مقاصد" و "شرح تحریر" پھر "ردالمحتار" حاشیہ درمختار باب المرتدین میں ہے:

"المصر على عدم الاقرار مع المطالبة به كافر وفاقا لكون ذلك من امارات عدم التصديق" یعنی جس سے اقرارِ اسلام کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اقرار نہ کرنے پر اصرار رکھے، وہ بالاتفاق کافر ہے کہ یہ دل میں تصدیق نہ ہونے کی علامت ہے۔ (ردالمحتار، 283/3، ط: داراحیاء التراث العربی)۔۔۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اُس شخص کے بارے میں جو قلب سے اعتقاد رکھتا تھا اور بغیر کسی عذر و مانع کے زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی، (اس کے متعلق) علماء کا اختلاف کہ یہ اعتقاد بے اقرار اُسے آخرت میں نافع ہوگا یا نہیں، نقل کر

کے فرماتے ہیں۔ ”قلت لکن بشرط عدم طلب الاقرار منه فان ابی بعد ذلک فکافر اجماعا۔“ **یعنی یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ اس سے اقرار طلب نہ کیا گیا ہو اور اگر بعد طلب بھی باز رہے، جب تو بالاجماع کافر ہے۔**“ (فتاوی رضویہ، ملخصاً، جلد 29، صفحہ 701، 702، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: **اصل ایمان صِرف تصدیق کا نام ہے اعمالِ بدن تو اصلاً جُزوِ ایمان نہیں۔ رہا اقرار اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کے اظہار کا موقع نہ ملا، تو عِندَاللہ مومن ہے اور اگر موقع ملا اور اس سے مطالبہ کیا گیا (مثلاً پوچھا گیا، کیا آپ مسلمان ہیں؟) اور اقرار نہ کیا، تو کافِر ہے اور اگر مُطالبہ نہ کیا گیا تو (چُونکہ کسی کو معلوم ہی نہیں کہ یہ مسلمان ہوچکا ہے لہٰذا) اَحکامِ دنیا میں کافِر سمجھا جائے گا، نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے، نہ مسلمانوں کے قبرِستان میں دفن کریں گے مگر عند اللہ مومن ہے اگر کوئی اَمر خِلافِ اسلام ظاہِر نہ کیا ہو۔** (بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ 1، صفحہ 173، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اپنے ایمان پر گواہ بنانا مستحسن اور بہتر ہے، چنانچہ رب تبارک و تعالیٰ عیسی علیہ السلام کے حواریوں کا قول بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”پھر جب عیسیٰ نے ان (بنی اسرائیل) سے کفر پایا تو فرمایا: اللہ کی طرف ہو کر کون میرا مددگار ہوتا ہے؟ **مخلص ساتھیوں نے کہا: ”ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ اس پر گواہ ہوجائیں کہ ہم یقینا مسلمان ہیں۔**“ (القرآن، پارہ 3، سورہ آل عمران، الآیۃ: 52)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

تاریخ اجراء: 26 ربیع الآخر 1448ھ/09 اکتوبر 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net